قرآنِ مجید نے انسان کی تخلیق کو کیا ''اچھلتے پانی'' سے منسوب کیا ہے؟

نہیں!

خُلِقَ مِن مَّآءٍ دَافِقٍ ﴿٦﴾ کے معنی اور مفہوم

قرآنِ مجید میں انسان کی نسل کی تخلیق کے متعلق سورۃ الطارق کی آیت ۶۔۷ میں بتایا

خُلِقَ مِن مَّآءٍ دَافِقٍ ﴿٦﴾ يَخۡرُجُ مِنۢ بَيۡنِ ٱلصُّلۡبِ وَٱلتَّرَآئِبِ ﴿٧﴾

''اسے اُس پانی میں دھکا دیئے ہوئے ایک سے بنایا گیا جو ریڑھ کے اور پسلیوں کے درمیان سے خارج ہوتا ہے'' (الطارق۔۶۔۷)

ان آیات مبارکہ کا ترجمہ کرنے کا رواج یہ ہے:

[ترجمہ مولانا محمد جونا گڑھی۔تفسیر مولانا صلاح الدین یوسف۔قرآنِ کریم شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس۔سعودی عرب]

''وہ ایک اچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پیٹھ اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے''۔تفسیر: یعنی منی سے، جو قضائے شہوت کے بعد زور سے نکلتی ہے۔یہی قطرۂ آب (منی) رحم عورت میں جا کر، اگر اللہ کا حکم ہوتا ہے تو ''حمل'' کا باعث بنتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پیٹھ مرد کی اور سینہ عورت کا، ان دونوں کے پانی سے انسان کی تخلیق ہوتی ہے لیکن اسے ایک ہی پانی اس لئے کہا کہ یہ دونوں مل کر ایک ہی بن جاتا ہے]

[ترجمہ مولانا احمد رضا خان بریلوی۔تفسیر مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی. کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن]

''انسان کو جست کرتے پانی سے بنایا جو نکلتا ہے پیٹھ اور سینوں کے بیچ سے''۔تفسیر: یعنی مرد و عورت کے نطفوں سے جو رحم میں مل کر ایک ہو جاتے ہیں یعنی مرد کی پشت سے اور عورت کے سینہ کے مقام سے۔حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا سینہ کے اس مقام سے جہاں ہار پہنا جاتا ہے اور انہیں سے منقول ہے کہ عورت کی دونوں چھاتیوں کے درمیان سے۔[یہ تفسیر القرطبی سے محض ترجمہ ہے۔والصلب من الرجل والترائب من المرأة.قال ابن عباس..] یہ بھی کہا گیا کہ منی انسان کے تمام اعضاء سے برآمد ہوتی ہے اور اس کا زیادہ حصہ دماغ سے مرد کی پشت میں آتا ہے اور عورت کے بند کے اگلے حصہ کی بہت سی رگوں میں جو سینہ کے مقام پر ہیں نازل ہوتا ہے اسی لئے ان دونوں مقام کا ذکر خصوصیت سے فرمایا گیا''۔

[قرآنِ مجید اور علم کے حوالے سے اس ترجمہ و ''تفسیر'' کی کوئی ایک بات بھی صحیح نہیں۔قرآنِ مجید کی انسان کی تخلیق کے متعلق آیات اور علم کی رو سے بات کرنے کی بجائے محض خیال آرائی ہے اور اسے وزن دینے کیلئے سیدنا ابن عباسؓ سے منسوب کر دیا۔سیدنا ابن عباسؓ علم پر مبنی بات فرماتے تھے، اس قسم کی خیال آرائیاں نہیں کرتے تھے۔انہیں ہمارا اسلام ہو]

اکثر تراجم اور تفسیروں میں بیان کردہ باتیں پرانی تفسیروں (ابن کثیر، تفسیر القرطبی، تفسیر الجلالین) میں موجود مواد سے ترجمہ کر کے محض دہرائی گئی خُلِقَ مِن مَّآءٍ دَافِقٍ ﴿٦﴾ میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس کے معنی 'اچھلتے پانی'، 'جست کرتے پانی' ہوں۔ کوئی سی بھی لغت اٹھا کر ہم دیکھیں تو اس میں یہی لکھا ملتا ہے کہ لفظ دَافِقٍ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ اور اس کا مادہ ''دف ق'' ہے اور ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے بنیادی معنی کسی چیز کو آگے کی طرف دھکا دینا ہیں۔ عربی زبان کے مادہ ''دف ق'' کا پانی کے حوالے سے استعمال کے معنی پانی کو یکبارگی گرا دینا ہوتے ہیں اور اس سے بھی اچھلتا ہوا اخذ نہیں ہوتا۔ پانی گرانا اور اچھلنا ایک دوسرے کے متضاد بات ہے۔ مرد کے جسم میں سے مادہ منویہ جب دخول سے باہر کی حالت میں خارج ہوتا ہے تو یوں دکھائی دیتا ہے جیسے اچھل، چھلانگ لگا کر آلہ تناسل کے آخری سرے کے سوراخ میں سے دور جا پڑا ہے۔ محض اس مشاہدہ کی بناء پر دَافِقٍ کے معنی ''اچھلتے ہوئے پانی'' تصور نہیں کیا جا سکتا۔ ایک عام قاری اس ترجمہ سے مطمئن ہو جائے گا لیکن اس وجہ سے نہیں کہ اس کا اپنا مشاہدہ یہی ہے کیونکہ بیوی کی شرمگاہ کے اندر ''اچھل کر جاتے ہوئے'' کچھ دکھائی دیتا اور نہ ہی محسوس ہوتا ہے۔ قاری کے مطمئن ہونے کی وجہ بیوی کے جسم کے اندر کا مشاہدہ نہیں بلکہ اس سے باہر مرد کے مشاہدہ کی بناء پر ہوگا کہ اس وقت پانی اچھل کر نکلتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

انسان کی تخلیق کیسے ہوتی ہے؟ فرمایا

وَأَنَّهُۥ خَلَقَ ٱلزَّوْجَيْنِ ٱلذَّكَرَ وَٱلْأُنثَىٰ ﴿٤٥﴾

''اور یہ کہ وہی نر اور مادہ کی دو قسمیں تخلیق کرتا ہے۔

مِن نُّطْفَةٍ إِذَا تُمْنَىٰ ﴿٤٦﴾

ایک نطفے سے جب وہ ٹپکایا جاتا ہے'' (سورۃ النجم۔۴۵۔۴۶)

أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّن مَّنِيٍّ يُمْنَىٰ ﴿٣٧﴾

''اور کیا وہ (چپکنے، چمٹنے والی) منی میں ایک نطفہ نہ تھا جو ٹپکائی جاتی ہے؟' (القیامۃ ۳۷)

فَلْيَنظُرِ ٱلْإِنسَٰنُ مِمَّ خُلِقَ ﴿٥﴾

''ہاں! انسان دیکھے کہ اسے کس چیز سے بنایا گیا ہے؟

خُلِقَ مِن مَّآءٍ دَافِقٍ ﴿٦﴾

اسے اُس پانی میں دھکا دیئے ہوئے ایک سے بنایا گیا

يَخْرُجُ مِنۢ بَيْنِ ٱلصُّلْبِ وَٱلتَّرَآئِبِ ﴿٧﴾

جو ریڑھ کے اور پسلیوں کے درمیان سے خارج ہوتا ہے'' (الطارق ۶۔۷)

نطفے ایک مقام پر ہوتے ہیں جبکہ مادہ منویہ دوسری جگہ میں موجود ایک غدود (P r o s t a t e) اور تھیلیوں (sacs,seminal vesicles) میں سے خارج ہوتا ہے۔ جس غدود (Prostate Gland) میں سے خارج ہونے والے پانی میں نطفے کو دھکا دیا جاتا ہے وہ اس مقام پر ہے جو ''صلب ''یعنی ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کا درمیان بھی ہے اور ان دونوں کا بھی۔

قرآنِ مجید نے انسان کی تخلیق کے متعلق نفیس ترین جزئیات کو بیان کیا ہے۔ خُلِقَ مِن مَّآءٍ دَافِقٍ ﴿٦﴾ ''اسے پانی میں دھکا دیئے ہوئے سے بنایا گیا'' (الطارق۔٦)۔ یہ آیت مبارکہ متشابہات میں سے ہے جو ظاہر کا نہیں بلکہ پنہاں کا علم دیتی ہیں۔ پنہاں کا علم تشبیہ سے دیا جاتا ہے۔ دَافِقٍ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے اور قرآنِ مجید کی دوسری آیات میں واضح کیا گیا ہے کہ انسان کی پیدائش صرف واحد نطفے سے ہوتی ہے حالانکہ ''ٹپکائے جانے والے پانی، منی'' میں نطفوں کی تعداد تیس کروڑ تک ہوتی ہے۔ دَافِــقٍ کے بنیادی معنی کسی چیز کو آگے کی طرف دھکا دینا ہیں۔ جس نطفے سے انسان پیدا ہوتا ہے اسے بھی ''دھکا'' دیا جاتا ہے کیونکہ اس میں اپنے آپ آگے کی طرف بڑھنے کی صلاحیت نہیں ہوتی قَرَارٍ مَّكِينٍ ''ایک مخصوص تھیلی'' (Vas Deferens) سے نطفے کو اس ''پانی، منی'' میں دھکا دیا جاتا ہے جو ایک دوسرے مقام (Seminal Vesicle,Prostate) سے بہنا، ''خارج'' ہونا شروع ہوتا ہے۔ قرآنِ مجید 'الفرقان' ہے، ہر شئے کو الگ الگ کرتا ہے۔ اس آیت مبارکہ میں میڈیکل سائنس کے ماہرین کو مادہ منویہ (semen) اور بچہ پیدا کرنے والا واحد نطفہ دَافِــقٍ آگے کی طرف دھکا دیا ہوا فاعل الگ کر کے بتایا گیا ہے۔ سبحان اللہ۔ اللہ کے نازل کردہ کلام اور ظاہر اور پنہاں حقیقتوں میں کہیں تضاد نہیں۔